ڈاکٹر انا خالد
وزٹینگ لیکچرر، لاہور کالج وویمن یونیورسٹی، لاہور

Dr. Anaa Khalid
Visiting Lecturer, Lahore College for Women University, Lahore

نسیم حجازی کے ناولوں کے رزمیہ کردار اور عناصر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

RESEARCH AND CRITICAL ANALYSIS OF THE EPIC CHARACTERS AND ELEMENTS IN THE NOVELS OF NASIM HIJAZIS

Abstract: The epic characters in Nasim Hijazis novel through the process of conflicting and divergent actions grow naturally and complete their journey with zeal. The behavior of these characters marked by coercion, patience and perseverance reflect steadfastness and determination on one end and serve as exemplary models for the reader on the other end. Emotions found in Nasim Hijazis work which form the essence of the epic are embodied in these characters in such a way that they exhibit solitude, alienation, helplessness and despair. Additionally, the conscious and unconscious impulsive actions and psychological issues are thoroughly present in these characters. The elements in Nasim Hijazis novels that have captured the reader’s attention include sensitivity. Determination, emotional conflict, imitation and the recalling of the past.

Key words: Coercion, Perseverance, Determination, Steadfastness, Epic, Alienation, Solitude

نسیم حجازی کے ناولوں کے تفصیلی مطالعہ، تاریخی کرداروں کے عمیق مشاہدہ اور تاریخی واقعات کے محرکات پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرنا چنداں مشکل نہیں رہتا کہ رزمیہ کرداروں کی فطرت میں پائے جانے والے جذبات اختلافی اور انحرافی عمل سے گزر کر نمو سے تکمیل کا سفر مکمل کرتے ہیں۔ ان کرداروں کے رویے میں جبر، بردباری، استقامت سے پیدا ہونے والا گریز، انحراف ایک طرف ثابت قدمی، استقلال اور آہنی عزم پر دلالت کرتا نظر آتا ہے تو دوسری طرف یہ کردار قاری کے لیے قابل تقلید نمونہ بھی ہیں۔ تاریخی تقدس کو ان کرداروں نے اپنے رویے سے دوچند کر دیا ہے۔ رزمیہ کرداروں میں انحرافی ردعمل انسانی ضمیر کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ ضمیر اسلامی تربیت کے زیر اثر پروان چڑھا ہے جس کے سوتے تاریخ کے اسلامی دور سے پھوٹتے نظر آتے ہیں۔ نسیم حجازی کے کرداروں میں اظہار کے وسیلہ کے لیے ایک حجاب موجود رہا ہے وہ حجاب معاشرتی ہے جس کو اسلامی معاشرہ کی سماجی حقیقتیں ضرورت خیال کرتی ہیں۔ یہ حجاب کرداروں میں مرتبہ کے لحاظ سے ایک دوسرے کے لیے قربانی کا جذبہ، مروت اور شفقت کے جذبات ہیں۔ جو ”آخری چٹان“ کے

کرداروں میں موجود ہیں۔ "داستان مجاہد" میں نعیم اور عبداللہ کے کردار اسی حقیقت کے غماز نظر آتے ہیں۔ حجازی کی تخلیقات میں کرداروں کا اپنے وجود کو جتانا اور ثابت کرنے کا عمل بہت نمایاں ہے۔

نسیم حجازی کے ہاں کیفیات جو کہ رزمیہ کی روح ہیں رزمیہ کرداروں میں جس شکل میں موجود ہیں وہ تنہائی، بیگانگی، بے بسی اور مایوسی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کرداروں کا شعوری اور غیر شعوری اضطراری عمل اور نفسیاتی مسائل کرداروں کے رویے میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ کرداروں کے اظہار کی نوعیت، نزاکت اور جمالیاتی کیفیت حجازی کے ہاں ہمیشہ واضح نظر آتی ہے جیسے اضطراری کیفیت رزمیہ کرداروں کا جزو لازم ہے۔ "محمد بن قاسم" میں مذکور ہے:

> "میں تمہیں ایک اور خوشخبری سنانا چاہتی ہوں وہ کیا ہے؟ پہلے وعدہ کرو میں جو کچھ کہوں گی تم اس پر عمل کرو گے؟ امی! آج تک آپ کا کوئی حکم ایسا ہے جس سے میں نے سرتابی کی ہو؟ جیتے رہو بیٹا! میری دعا ہے کہ جب تک دن کو سورج اور رات کو چاند اور ستارے میسر ہیں تمہارا نام دنیا میں روشن رہے اور قیامت کے دن مجاہدانِ اسلام کی ماؤں کی صف میں میری گردن کسی سے نیچی نہ ہو۔
> ہاں امی! وہ خوشخبری کیا تھی؟ ماں نے مسکراتے ہوئے تکیے کے نیچے سے ایک خط نکالا اور کہا لو پڑھ لو تمہاری چچی کا خط ہے۔ محمد بن قاسم نے خط کھولا اور چند سطور پڑھنے کے بعد اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے خط ختم کیے بغیر ماں کے آگے رکھ دیا اور دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا"۔(۱)

انیس اور دبیر کے مطالعہ سے رزمیہ کرداروں کی ظاہری شان و شوکت تیاری اور نفسیاتی کیفیات بے قراری کی مظہر ہوتی ہیں۔ جو رزمیہ کرداروں کو حصول مقصد کی طرف گامزن کرتی ہیں۔ منظر نگاری اور کرداروں کی ظاہری شان و شوکت اور فدائین کے جذبات رزمیہ کرداروں کو حیات دوام بخشنے کے لیے ضروری ہیں۔

انسانی زندگی کی کیفیات کے عناصر میں بنیادی طور پر دو قسم کے جذبات پائے جاتے ہیں یہ جذبات معاشرتی تصویروں کو مکمل بھی کرتے ہیں اور معاشرتی کرداروں کا جزو لانیفک بھی ہوتے ہیں۔ معاشرتی رویوں اور ادیب کی تخلیقات میں ایک گہرے رشتے کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔ کوئی بھی فن پارہ بنیادی طور پر جذبات کی اور کیفیات کی ایک البم ہوتا ہے جس میں مختلف قسم کی جذباتی تصویریں افسانہ اور شاعری میں نثر اور نظم میں موجزن نظر آتی ہیں۔ ان تصویروں میں بھرے جانے والے رنگ ایک طرف تخلیق کار کے نظریات کے عکاس ہوتے ہیں تو دوسری طرف معاشرے کے نمائندہ بنیادی طور پر جو عناصر ادیب کے قلم کو روانی دیتے ہیں ان میں ادیب کی وسیع النظری، مشاہدہ اور مطالعہ تاریخ شامل ہیں۔ ادیب کی واجدانی کیفیت نے ہمیشہ اچھوتے عناصر سے فن پاروں کی تخلیق کی ہے۔ جس میں ملٹن کی پراڈائزلاسٹ کولرج کی ریورالف (River Alph) اور "علامہ اقبال" کا خطاب بہ نوجوانانِ اسلام اور "مولانا الطاف حسین حالی" کی مسدس حالی اس کی مثالیں ہیں۔

ناول بنیادی طور پر انگریزی ادب سے اردو ادب میں داخل ہوا جس کے بنیادی محرکات انگریزی سے اردو تراجم انگریزی راج اور لارڈ میکالے کے نظام تعلیم سے نمو پاتے ہیں۔ ناول کے وسیع معاشرتی کینوس میں جو نئے عناصر داخل ہوئے وہ جذباتی رویوں کی تصویر کشی اور تاریخی حقائق تھے اگر نسیم حجازی کے ناولوں کا بغور جائزہ لیا جائے تو مندرجہ ذیل عناصر ہیں جنھوں نے قاری کی توجہ اپنی طرف مبذول کی۔

نسیم حجازی کے ناولوں کا نفسیاتی جائزہ قاری میں بہت زیادہ حساسیت، نرمی اور شگفتگی کا غماز ہے اور یہی عنصر ان کے کرداروں کے رویے میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ حجازی کے ہاں حد درجہ حساسیت نے ایک ایسے معاشرتی اور خاندانی نظام کی تصویر پیش کی ہے جس کو معاشرتی طور پر تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔ کرداروں کا ہمدردی، بزم خوئی اور ایک دوسرے کے لیے خیر خواہی خاندانی نظام اور معاشرتی نظام میں مثالیت کے طور پر تو پیش کیا جا سکتا ہے لیکن کتابوں کے علاوہ ایسے معاشرے کا وجود بہت مشکل ہے جیسا کہ "داستان مجاہد" کے مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے:

> "عبدالرحمن جب آخری مرتبہ جہاد پر روانہ ہوا تو اس وقت عبداللہ کی عمر تین سال اور نعیم کی عمر تین مہینے سے کچھ کم تھی عبدالرحمن نے عبداللہ کو اٹھا کر گلے لگا لیا اور نعیم کو صابرہ کی گود سے لے کر پیار کیا۔ چہرے پر قدرے ملال کے آثار پیدا ہوئے لیکن فوراً ہی مسکرانے کی کوشش کی۔ رفیقِ حیات کو میدان جنگ کی طرف رخصت ہوتا دیکھ کر صابرہ کے دل میں تھوڑی دیر کے لیے طوفان سا اٹھ آیا لیکن اس نے اپنی آنکھوں میں کھیلتے ہوئے آنسوؤں کو بہنے کی اجازت نہ دی"۔(۲)

تاریخی ناول نگاروں کے ساتھ ایک المیہ بلکہ قضیہ جو بری طرح چمٹا رہا وہ مقصدیت کی جذباتی لگن اور مستعدی حجازی کے ہاں بہت زیادہ نظر آتی ہے۔ بلاشبہ حجازی کے کردار جذبہ جہاد میں نہ صرف سرشار ہے بلکہ مقصدیت کے حصول میں معاشرتی طور پر بونے نظر آتے ہیں۔ اگر ان کرداروں کے ساتھ ایک تاریخی تقدس وابستہ نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ یہ کردار اتنے نمایاں نہ ہوتے جتنے ہمارے ہاں عقیدت کی بنیاد پر نمایاں نظر آتے ہیں کیونکہ ایک طرف اگر ہم انسانوں کا بطور انسان مطالعہ کریں تو وہ زندگی کی بوقلمونیوں اور مختلف عناصر میں غلطاں و پیچاں فطری طور پر نظر آنے چاہیں لیکن یہاں پر سب سے بڑا مسئلہ جو حجازی کے کرداروں کو درپیش ہے وہ صرف اور صرف یہ ہے کہ جیسے یہ کردار پیدا ہی ایک خاص مقصد کے لیے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے نقاد ان کرداروں کو مماثلت، تشبیہ اور استعارے کی بجائے تلمیحاتی طور پر استعمال کرتا نظر آتا ہے ان کرداروں میں مقصد کی لگن نے معاشرہ کے کینوس کو بہت چھوٹا کر دیا ہے۔ جیسا کہ "انسان اور دیوتا" کا اقتباس ملاحظہ ہو:

> "کیوں مہاراج! آپ کو یقین ہے کہ وہ آج ضرور آجائیں گے۔ نوجوان نے جواب دیا وہ آتے ہی ہوں گے؟ تو کیا ان کے لیے آج ہی دریا عبور کرنا ضروری ہے۔ وہ ایک دو دن پانی اتر جانے کا انتظار نہیں کر سکیں گے؟ ہرگز نہیں، سیناپتی جی، مہاراج کے ساتھ وعدہ کر چکے ہیں کہ وہ دس دن کے اندر اندر یہ مہم سر کر لیں گے وہ ایک پل بھی ضائع نہیں کرنا چاہتے"۔(۳)

نسیم حجازی کے ناولوں میں جذباتی کشمکش تو موجود ہے لیکن یہ کشمکش خیر اور شر کی قوتوں کے درمیان نہیں جو کہ ایک معاشرتی تقاضا ہے یہ کشمکش صرف خیر اور خیر کے درمیان ہے جس سے معاشرتی اختلافات بھی سامنے آتے ہیں۔ لیکن انسانی فطری تقاضے نمو سے تکمیل کا سفر مکمل نہیں کرتے کرداروں میں جذباتی کشمکش روز اول سے اس قدر موجود ہوتی ہے جس میں معاشرہ پرورش پاتا ہے اور تربیتی اداروں کا کوئی کردار نظر نہیں آتا بلکہ یہ کشمکش معجزاتی، تخیلاتی اور ملکوتی ہے۔

حجازی کے ناولوں میں تقلید کا عنصر نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ جوان کرداروں کے ساتھ پیدا ہو گیا ہے ایک طرف یہ کردار مذہبی اشرافیہ کی تقلید سے باہر نہیں نکل پاتے اس میں حجازی کو یہ کہہ کر معاف کیا جا سکتا ہے کہ تاریخی کردار میں مبالغہ آرائی یا حقائق سے بغاوت کی مذہبی تقدس اجازت نہیں دیتا لیکن اگر کرداروں کی داخلی کشمکش کو بڑھا دیا جاتا تو نہ صرف ناول کے کینوس میں وسیع النظری اور رائے کے فقدان کا الزام ختم ہو جاتا بلکہ جو نیا رنگ سامنے آتا وہ پر کشش بھی ہوتا اور قابل تقلید بھی اس سے نہ صرف انسانوں کا معاشرتی معنوں میں انسان ہونا اور مقصدیت کے لیے متقی ہونا ثابت ہو سکتا تھا۔ لیکن صابرہ، عذرا، نعیم، عبداللہ کے کردار مکمل طور پر تقلید میں غلطاں پیچاں نظر آتے ہیں جو کہ ایک خوبی تو ہے لیکن اگر اس میں داخلی کیفیات اور داخلی کشمکش شامل ہو جاتی تو یہ کردار مزید پر کشش ہوتا۔

تذکرہ ماضی سے کسی صورت روگردانی ممکن نہیں ناول نگار کے ساتھ جب تخت و تاج کی ریشہ دوانیوں اور تاریخی تقدس کے حامل کرداروں کے تذکرے کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو یہ عمل بلاشبہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہوتا۔ کیونکہ عصبیت سے دامن بچانا انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ مسلمانوں کے تذکرہ ماضی میں حجازی صرف ایک ہی رخ پیش کرتے نظر آتے ہیں جو فتوحات اور مسلم نفسیات کے محرکات کا باعث ہے ان تذکروں میں اگر حقیقی معاشرتی زندگی اور خلافت راشدہ کے بعد مسلمان مملکتوں کے مسائل کا تذکرہ کر دیا جاتا مگر یہاں یہ ایک بہت بڑا مسئلہ تاریخی کرداروں کو مقدس گائے کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ جس کی صرف پوجا ہی کی جا سکتی ہے۔ اس عنصر نے ناول نگاری کے کردار کے کینوس کو محدود کر دیا ہے۔ صرف یہ کہہ کر معاف نہیں کیا جا سکتا کہ تاریخی کردار نگاری میں مصنف مبالغہ آرائی سے کام نہیں لے سکتا تھا۔

معاشرتی کرداروں کے اقوال و افعال کو معاشرتی حقیقتوں کا غماز ہونا چاہیے۔ یہ ایک ایسا عنصر ہے جس سے قلم کار کی عظمت دوچند ہو جاتی ہے۔ حجازی کے ہاں بلاشبہ جو رویے پائے گئے ہیں ان میں معاشرتی، قولی و فعلی ہم آہنگی نے مقصدیت کے حصول کو ایک نئے معانی دیئے ہیں۔ کردار معاشرہ میں مدغم رہنے کے ساتھ ساتھ مقصدیت کے حصول کے لیے مختلف حکمت عملیوں کے ذریعہ گامزن نظر آتے ہیں یہ ایک ایسا سفر ہے جس نے بلاشبہ حجازی کی عظمت کو دوچند کیا ہے۔ کرداروں کا برتاؤ ہر لمحہ معاشرتی جذبات کی لگن میں ڈوبا ہوا ہے۔ حجازی کے کرداروں میں باغیانہ پن، سوقیانہ پن بالکل نظر نہیں آتا لیکن کرداروں کے بعض افعال اچانک قاری کو متحیر کر دیتے ہیں ،لیکن انجام ایک نئے معانی عطا کرتا ہے۔ جس سے وقتی طور پر قاری کے تجسس میں اضافہ اور مصنف کی عقل کی داد دینا پڑتی ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباس اس عنصر کی بہترین غمازی کرتا ہے:

> "یار عبدالغفور کباب تو تمہارے بنائے ہوئے بہت لذیز ہوتے ہیں لیکن آج میرے نوکر دین محمد نے بھی کچھ کاریگری دکھائی تھی۔ خیال تھا کہ شاید یوسف صاحب یہاں سے کھانا کھا کر اس کی تعریف کریں گے اس لیے میں نے خوب کھایا ہے۔ اب میں یوسف صاحب کو دروازے پر چھوڑ کر واپس آجاؤں گا۔ مجھے واقعی افسوس ہو رہا ہے کہ میں اپنے پیٹ میں کچھ خالی جگہ کیوں نہیں رکھی"۔(۴)

”عبد الغفور کو رخصت کرنے کے بعد یوسف اور منظور کوئی نصف گھنٹہ باتیں کرتے رہے۔
یوسف بظاہر ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا لیکن منظور کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ اس کے دل میں کچھ بوجھ ہے۔ اس نے کہا یوسف صاحب مجھے بتائیے تو سہی کہ وہاں کیا بات ہوئی۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ سخت لڑائی کے موڈ میں ہیں۔
منظور! مجھے معلوم نہیں کہ میں کیسے موڈ میں ہوں مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مجھے چاہنے والوں نے ہنسی مذاق میں میری گردن پر چھری رکھ دی ہے“۔(۵)

نسیم حجازی کے ہاں جن عناصر کی آبیاری کی گئی ہے اس میں تاریخی تقدس، بہادری، شجاعت، مذہب سے محبت، جذبہ جہاد، محدود معاشرتی زندگی، بے خوفی یہ وہ عناصر ہیں جو نسیم حجازی کے تمام کرداروں کو ہر ناول کے پلاٹ کی پرکشش زینت بناتے ہیں۔

تاریخی عظمت رفتہ، مذہب سے محبت وہ عناصر ہیں جنہوں نے نسیم حجازی کے قلم کو حیات روا بخشی ہے اور ان کے قارئین کا ایک وسیع حلقہ تاریخی تقدس اور مذہبی عقیدت کی بنا پر ہمیشہ ان کے نئے ناول کی آمد کا منتظر رہا۔ بلاشبہ پوری تاریخ اسلام اور تہذیبوں کے فیصلہ کن معرکے نسیم حجازی کے قلم کی زد میں رہے۔ ان کے ناولوں کا تاریخی مواد نہ صرف جذباتی بلکہ کسی حد تک علمی پرورش بھی کرتا نظر آتا ہے۔ ان کے ہاں جہاں ایک طرف اللہ اکبر اللہ اکبر کے نعرے تو دوسری طرف ہر ہر مہادیو کی آوازیں قاری کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی ہیں۔ دوسری طرف نظریاتی حصار کو مضبوط کرنے کا جو بیڑہ نسیم حجازی نے اٹھایا وہ دوسرے کسی بھی قلمکار کے ہاں مفقود ہے۔ نسیم حجازی کے ہاں جن عناصر کی پرورش کی گئی ان میں اخلاقی اقدار، روحانی اقدار، قومیت کا تحفظ، علیحدہ وطن کی ضرورت، ملی وجود اور سامراج سے برسرپیکار رہنے کے عزائم وہ عناصر ہیں جو جذبہ حریت کی پرورش کرتے نظر آتے ہیں۔

برصغیر میں مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والی تمام تحریکوں کو دینی حمیت کے ذریعہ زندہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نسیم حجازی کے ہاں احمد شاہ ابدالی، محمود غزنوی کے ذریعہ جرمن، انگریز، فرانسیسی، ترکی، روسی، چینی اور جاپانی استعماریوں میں سے کوئی بھی نظام حیات قابل قبول نہ ہو سکا۔ اس کی بدولت واضح علمی واقفیت آنے والی نسلوں کو نسیم حجازی کے ان ناولوں کی مرہون منت ہے۔ غلامی سے نفرت کا عنصر بھی مختلف ناولوں میں سامنے لایا گیا ہے۔

نسیم حجازی کے ہاں مذہب سے عقیدت کا عنصر نہ صرف حجازی کے قارئین کی تعداد کو بڑھاتا ہے بلکہ شعوری طور پر اس جذبہ کی پرورش بھی کرتا ہے جس فکر، تخیل اور احساس کی گہرائیوں میں عظمت رفتہ کا شعور پیدا کرنے اور جذبہ حریت کو ابھارنے پر کام کیا ہے۔ وہ نہ صرف لائق تحسین بلکہ لائق ممنونیت بھی ہے۔ ملت اسلامیہ کے عروج وزوال، مسائل اور ان وسائل سے نپٹنے کی آبیاری جس طرح فرداً فرداً حجازی کے ہاں نظر آتی ہے وہ کہیں اور دکھائی نہیں دیتی۔

کردار نگاری کے تمام تقاضے (فنی، ادبی) اگر ملحوظ رکھے جاتے تو نسیم حجازی کے ناولوں کے رزمیہ کردار مزید گہرے ہو جاتے اور موثر بھی لیکن رومانویت کے لمس نے ایک طرف اگر کہانی کو دلچسپ بنایا تو دوسری طرف رزمیہ اعلیٰ درجے پر فائز نہ رہ سکا۔

حوالہ جات

۱۔ حجازی نسیم۔ محمد بن قاسم۔ لاہور: جہانگیر بک ڈپو، ۲۰۰۵ء دیباچہ

۲۔ حجازی نسیم۔ داستان مجاہد۔ لاہور: جہانگیر بکس عدیل نیاز۔ ۲۰۰۴ء۔ ص ۱۴

۳۔ حجازی نسیم۔ انسان اور دیوتا۔ لاہور: جہانگیر بک ڈپو اردو بازار۔ ۲۰۰۶ء۔ ص ۲۴

۴۔ حجازی نسیم۔ گمشدہ قافلے۔ لاہور: جہانگیر بک ڈپو اردو بازار۔ ص ۲۷

۵۔ ایضاً۔ ص ۲۷